

علوم و معارف سے

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

۳۸۔ خالص صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا نانوتویؒ کو حرام کے طعام سے جیسے نفرت تھی ویسے ہی اس کا احساس بھی جلد کرتے تھے مگر دعوت بوجہ دلداری ہر ایک کی منظور فرما لیتے تھے اور پھر آگے کر لیتے تھے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۷۶) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: دعوت کی منظوری حرام بین ہونے کی صورت میں نہ تھی بلکہ مشتبہ ہونے کی صورت میں جو فتویٰ سے ملال ہے، کیا انتہا ہے اخلاق و شفقت کی۔ (شریف الدریات)

۳۹۔ خالص صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا نانوتویؒ نے فرمایا کہ جو شخص ہم کو محتاج سمجھ کر دیتا ہے۔ اس کا ہدیہ تو لینے کو جی نہیں چاہتا اور جو اس غرض سے دیتا ہے کہ ہمارے یعنی دینے والے کے گھر میں برکت ہو اور ہمارے لیے لینے کو ہمارا احسان سمجھے اس کا ہدیہ لینے کو جی چاہتا ہے اگرچہ وہ چار ہی پیسے ہوں۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۷۶) حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: تولد جو شخص ہم کو محتاج۔ الخ (اقول) وجہ اس تفصیل کی یہ ہے کہ محتاج سمجھ کر دینا عادت ذلیل سمجھ کر دینا ہوتا ہے۔ اودیہ آداب ہدیہ کے خلاف ہے کہ ہندی الیہ کو ذلیل سمجھا جائے۔ (شریف الدریات)

۴۰۔ خالص صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت نانوتویؒ کو یوں تو ولی اللہی خاندان کے ایک ایک فرد سے محبت اور غذا ئیت تھی مگر مولانا شہیدؒ سے عشق تھا۔ ان کا ذکر سن نہ سکتے تھے کسی نے تذکرہ چھیڑا تو اس کی بات کاٹ کر خروان کا ذکر شروع کر دیتے تھے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۷۷) — حاشیہ حضرت حکیم الامتؒ: یہ بات کاٹنا ایسے لطیف طور پر ہوتا تھا کہ بات کرنے والے کو ناگوار نہ ہو۔

۴۱۔ خالص صاحبؒ نے حضرت نانوتویؒ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ سید صاحبؒ کو مجدد مانتے ہیں تو ان کی نسبت سب سے اعلیٰ ہونی چاہئے۔ پھر ان کی نسبت کا شاہ عبدالرحیمؒ کی نسبت سے گھٹا ہونا کیا معنی۔ اس کے جواب میں مولاناؒ نے فرمایا کہ جس بات کیلئے مجدد آتا ہے، اس میں اس سے

کوئی بڑھا ہوا نہیں ہوتا، ان دوسری حیثیت سے جیسے ذکر و اشغال وغیرہ میں بڑھ جائے تو اسکا مضائقہ نہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۱) الحمد للہ! معارف از ارواح ثلاثہ ختم ہوئے، آئندہ فرمایا سے مراد حضرت حکیم الامت نے فرمایا ”حسب سابق ہوگی۔“

۴۶۔ فرمایا: بندے وہ تھے جیسے مولانا محمد قاسمؒ کہ فرمایا کرتے تھے اگر چار حرف جاننے کی تہمت نہ ہوتی اور اس سے لوگ جان نہ گئے ہوتے تو الیاسؒ ہوتا کہ کوئی یہ بھی نہ پہچانتا کہ قاسم دینا میں پیدا ہوا تھا (کمالات اشرافیہ ص ۱) ارواح ثلاثہ ص ۱۷ میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں جس طرح صرفیوں میں بدنام ہوں اسی طرح مولویت کا دھبہ بھی مجھ پر لگا ہوا ہے۔ اس لئے بھونک بھونک کر قدم کھنکاتا رہا۔ اگر یہ مولویت کی قید نہ ہوتی تو قاسمؒ کی خاک تنک کا پتہ نہ چلتا۔ پرندوں کا گھوسلہ بھی ہوتا ہے، میرے یہ بھی نہ ہوتا اور کوئی میری ہوا تنک نہ پاتا۔ حضرت حکیم الامتؒ شریف الدلیات میں فرماتے ہیں یہ ہے جامعیت کہ سب کا مناسب حق ادا کیا جائے۔

بر کھنے جام شریعت بر کھنے سندان عشق

ہر ہوسنا کے نلاند جام سنداں باخشن

۴۳۔ فرمایا: حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کو جو اصطلاحی عالم نہیں ہوتے۔ ایک لسان عطا فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت شمس تبریزیؒ کو مولانا دویؒ لسان عطا ہوئے جنہوں نے حضرت شمس تبریزیؒ کے علوم کو کھول کھول کر بیان فرمادیا۔ اسی طرح مجھ کو مولوی محمد قاسمؒ لسان عطا ہوئے۔ مولانا محمد قاسمؒ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اپنی تصنیف کو حضرت حاجی صاحبؒ کو سنا دیتا ہوں، تب مجھے اس کے معنائیں پر اطمینان ہوتا ہے کہ ٹھیک ہیں بدوں سنائے اطمینان نہیں ہوتا اور ایک بڑی لطیف بات فرماتے تھے کہ ہمارے ذہن میں مبادی پہلے آتے ہیں یعنی مقدمات اول آتے ہیں، ان کے تابع ہوتا ہے۔ نتیجہ اور ان حضرات کے ذہن میں نتائج پہلے آجاتے ہیں۔ اس لئے جب سنا لیتا ہوں تو اطمینان ہو جاتا ہے کہ مقاصد تو ٹھیک ہیں مقدمات چاہے غلط ہوں۔ اہل کیا ہے انہیں تو خود ٹھیک بھٹاک کر لیں گے۔ مقاصد تو صحیح ہیں جتنے وہی علوم بزرگوں کے ہیں وہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ بس ایک سچی بات قلب میں پڑ گئی ان کے منتہین میں حوالہ ملے ہوتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اسکی تقویت اور تائید دلائل سے بھی کر دیتے ہیں تو ان کے دلائل تابع مقاصد کے ہوتے ہیں، بخلاف علماء رسوم کے کہ ان کے مقاصد تابع دلائل کے ہوتے ہیں۔ (حسن العزیز جلد ۱ ص ۲۸۲)

۴۴۔ فرمایا: مولانا محمد قاسم مسلمانوں سے مناظرہ نہیں کرتے تھے، ہاں کفار سے کرتے تھے۔
(مسلمانوں کے مناظرہ سے نفور تھے) حسن العزیز ج ۱ ص ۲۸۶

۴۵۔ فرمایا: ایک بار جہاز سے کسے دنوں میں حضرت مولانا محمد قاسمؒ نے اپنی رضائی تو کسی جہان کو دے دی۔ پھر مولانا گنگوہیؒ سے انکی اپنے لئے رضائی مانگی تو فرمایا کہ اپنی رضائی کیوں دوسرے کو دے دی میں تو اپنی رضائی نہیں دیتا۔ جب انہوں نے کہا حضرت میں رات بھر جہاز سے مروں گا۔ تب دو شرطوں سے دی ایک یہ کہ تہجد کے وقت مجھے والپس کر دینا کیونکہ لحاف اوڑھ کر منجھ سے نہ اٹھا جائے گا۔ اور دوسرے کسی اور شخص کو مت دینا۔ تاکہ کسی کی جڑوں نہ چڑھ جاوے (حسن العزیز ج ۱ ص ۲۸۶)

۴۶۔ فرمایا: مولانا محمد قاسم صاحبؒ ایک رئیس کی دینداری کے بہت مداح تھے۔ لیکن کبھی طے نہیں۔ علی گڑھ میں تشریف رکھتے تھے، وہ رئیس صاحب طے کے لئے آئے۔ جب سنا کہ وہ صاحب آرہے ہیں، علی گڑھ چھوڑ کر چلے گئے طے نہیں۔ عرض کیا گیا کہ وہ رئیس صاحب تو طالب دین ہو کر آرہے تھے۔ پھر بھی حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے اعراض فرمایا کہ ہر بزرگ کی جداسان ہوتی ہے۔ طبائع مختلف ہوتے ہیں۔ حضرت مولاناؒ کی طبیعت ہی ایسے واقع ہوئی تھی کہ ان کو امراء سے انقباض ہوتا تھا، تکبر تو برا، امراء کو حقیر کیوں سمجھے لیکن اختلاط مجھ، کیوں کرے۔ کہیں جھنس ہی جائے تو پھر بد خلقی نہ کرے۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۲۸۶)

۴۷۔ فرمایا: ہمیں تو وہ طرز دعوت پسند ہے جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا تھا۔ ان کی دعوت ایک طالب علم نے کی۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ بھائی اس شرط سے قبول ہے کہ صرف وہی کھانا ہو جو تہارے لئے دوسرے کے گھر سے آتا ہے۔ ان کا کھانا کہیں مقرر تھا۔ انہیں تو مولاناؒ کو کھانا منظور تھا۔ اس لئے مجبوراً انہوں نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ جو کھانا ان کے لئے آیا وہی مولاناؒ کے سامنے رکھ دیا۔ مولاناؒ نے کھالیا۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۲۸۶)

۴۸۔ فرمایا: مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے ایک مرتبہ چھلیوں کا وعظ کیا تھا۔ ہر چیز کینے، ایک چھلنی ثابت کی تھی، اس کے متعلق مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے ایک نہایت لطیف مضمون فرمایا تھا۔ حدیث پڑھنے والوں کے سمجھنے کے لائق، واقعی محقق سمجھتا ہے قرآن و حدیث کو، وہ مضمون یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن اس زمین کا پیرا بنا۔ اسکی روٹی پکا کر اول غذا اجنبیوں کو یہ دیں گے۔ اب اس میں ظاہر میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ کیا اہل جنت کو خاک پتھر کھلائیں گے۔ یہ اچھا انعام جنتیوں کو طے گا۔ تو اسکو اسی قاعدہ پر متفرع کر کے

سمجھو کہ تم اپنے مہمان کو بے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھلاتے تو حق تعالیٰ بلا چھنے ہوئے کیوں کھلائیں گے، چنانچہ زمین اس طرح چھانی جائے گی کہ مٹی پتھر سب نکل جائیں گے اور صرف اجزاء لطیفہ رہ جائیں گے۔ باقی یہ بات کہ اس میں اجزاء لطیفہ کہاں ہیں سو اس کو یوں سمجھو کہ جتنی نعمتیں کھانے پینے کی نکلتی ہیں ظاہر ہے کہ وہ سب زمین سے نکلتی ہیں۔ اور وہ زمین کے اجزاء ہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس میں ایسے ایسے اجزاء لطیفہ مسطون ہیں۔ پس ان اجزاء کو حق تعالیٰ علیہم کر دیں گے اور وہ انکی غذا بننے لگی۔ سو وہ تو الٰہ جمیع الاشیاء ہوئی اور غالباً اس میں حکمت یہ ہوگی کہ بہت سے بندگان خدا مجاہدات و ریاضات میں دنیا کی لذتوں سے مفتوح نہیں ہوتے ان کو اگر ہمیشہ یہ غذا کھلا دی جائے تو وہ جنت کی غذاؤں کا موازنہ نہ کر سکیں اور دنیا سے کس طرح کر سکتے ہیں اور بدول موازنہ کے حطکم ہوگا۔ اس لئے ان کو وہ غذا کھلا کر دکھلا دیا جائے گا کہ دیکھو دنیا کی نعمتوں کا خلاصہ یہ ہے پھر اس کے بعد فرمائیں گے کہ لو اب کھاؤ یہ ہے جنت کی چیز تو اصل تو اس کے کھلانے سے مقصود یہی ہوں گے۔ مگر ان کے طفیل میں اور سب کو بھی یہ غذا دیں گے۔ پھر فرمایا کہ یہ مضامین ہمارے اساتذہ کے الہامی اور کشفی ہیں۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۱۴۷)

۴۹۔ بروایت مولوی محمد یحییٰ صاحب سیوہاروی فرمایا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے کسی نے مولود شریف کی بابت دریافت کیا۔ فرمایا کہ بھائی نہ اتنا برا ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔ اور نہ اتنا اچھا ہے جتنا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ یہ اس قدر جامع جواب ہے کہ ایک رسالہ کا رسالہ اسکی شرح میں لکھا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ اس قدر گول جواب ہے کہ عوام نہیں سمجھ سکتے۔ ہر فرقہ اس جواب کو اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے۔ حضرت مولاناؒ حکم کھلا کسی کو برا نہیں کہتے تھے، ایسے سوالات کے بہت نرم جواب دیتے تھے۔ حضرت مولاناؒ لنگوہی بالکل صاف صاف کہتے تھے ایک ہی دفعہ میں چاہے شہر و چاہے جاؤ، لگی لپٹی نہیں رکھتے تھے۔ پہلے میں بھی نرم جوابات کو پسند کرتا تھا۔ لیکن اب تجربہ کے بعد مولاناؒ لنگوہی کا طرز نافع ثابت ہوا۔ نرم جواب میں یہ مصلحت سمجھی جاتی ہے کہ غلط کو وحشت نہ ہو اور وہ ہم میں آجائے حالانکہ یہ غلط ہے وہ ہم میں نہیں آتے۔ وہ تو اپنے اسی خیال کی بناء پر ہم میں آئے ہیں تو یہ دراصل ہم میں آنا نہ ہوا۔ ہاں ہم ہی کچھ ادھر چلے گئے۔ حضرت مولاناؒ محمد قاسم صاحب کی تعریف سن کر ایک صاحب سماع آئے حسب قول مولاناؒ نہایت عزت کے ساتھ ان کو مہمان بنایا اور سب طالب علموں کو سمجھا دیا کہ خبردار کوئی گفتگو ان کے طریقہ کے خلاف نہ کی جائے کیونکہ مہمان کی دشمنی نہیں چاہئے۔ کسی نے اس واقعہ کی

خبر حضرت مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں کر دی۔ حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ بہت بُرا کیا بدعتی کا اکرام جائز ہی کہاں ہے۔ اس شخص نے یہ اعتراض حضرت مولاناؒ کو تو توئی کے پاس پہنچا دیا۔ تو فرمایا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر مہمان تک کا اکرام فرمایا ہے۔ اس شخص نے اس جواب کو مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ کافر کے اکرام میں غلط فہمی اور فساد کا احتمال نہیں بدعتی کے اکرام میں عوام کی غلط فہمی اور فساد عقیدہ کا اندیشہ ہے اس لئے ناجائز ہے اس جواب کو پھر اس شخص نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی خدمت میں پہنچ کر بیان کیا تو مولاناؒ نے اسکو ڈانٹ دیا کہ یہ کیا وہابیات ہے، ادھر کی ادھر، ادھر کی ادھر لگائے پھرتے ہو، بیٹھو اپنا کام کرو۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۱۶۲، ص ۲۸۲)

۵۰۔ ایک بار حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ جتنی محبت پیروں کے ساتھ مریدوں کو ہوتی ہے، حضرت حاجی صاحبؒ سے مجھ کو اتنی نہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے سن کر ادھر ادھر کی باتیں کر کے فرمایا کہ اب تو ماشاء اللہ آپ کی حالت باطنی حضرت حاجی صاحبؒ سے بھی بہت اگے بڑھ گئی ہے۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ: لاحولہ ولا قوۃ، استغفر اللہ، بھلا کہاں حضرت کہاں میں۔ عرصہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مجھے اس بات سے بڑی تکلیف ہوئی۔ بڑا صدمہ ہوا۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے فرمایا کہ خیر آپ ان سے بڑھے ہوئے نہ سہی لیکن میں بوجہ تباہیوں یہ تکلیف آپ کو کیوں ہوئی، بس یہی ہے محبت آپ تو کہتے تھے مجھے حضرتؒ سے محبت ہی نہیں، اگر محبت نہ تھی تو یہ صدمہ کیوں ویسے ہی اپنی مفصلیت کی نفی کر دیتے بس یہی محبت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ بھائی تم بڑے استاد ہو بڑی بے تکلفی تھی آپس میں (حسن العزیز ج ۱ ص ۲۵۶)

۵۱۔ فرمایا: ایک جگہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ وعظ فرما رہے تھے، مولانا گنگوہیؒ بھی شریک تھے، ایک صاحب بڑے کہ خیر وعظ کی مجلس میں بیٹھنے کا ثواب تو ہو گیا۔ باقی سمجھ میں کچھ آیا نہیں اگر مولاناؒ عام فہم مضامین بیان فرمایا کریں تو کچھ نفع بھی ہو۔ مولانا گنگوہیؒ سن رہے تھے۔ فرمایا کہ انیسویں ہے شاہ بازعش سے درخواست کی جاتی ہے کہ زمین پر اڑے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں وعظ میں جو کہیں کسی قدر رک جاتا ہوں تو سوچنے کی غرض سے نہیں بلکہ مضامین کا اس قدر جھوم اور تواتر ہوتا ہے کہ پریشان ہو جاتا ہوں، سوچتا ہوں کہ کس کو مقدم کروں، کس کو مؤخر کروں۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۳۸۲)

۵۲۔ فرمایا کہ مولانا محدق قاسم صاحب پر اخلاق کا اس قدر غلبہ تھا کہ بعض اوقات عوام کی مصلحت کا بھی خیال نہ رہتا تھا۔ ایک صاحب نے میرٹھ میں مولانا سے دریافت کیا کہ مولوی عبد السمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں۔ آپ کیوں نہیں کرتے، فرمایا کہ بھائی انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کرتے ہیں۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت نصیب کرے۔ مولوی عبد السمیع صاحب خود مجھ سے کہتے تھے کہ ایسے سے بھلا کوئی کیا لڑے۔ (حسن العزیز بیچ ۲۷۹)

۵۳۔ فرمایا کہ ایک معقولی مولوی صاحب سے مناظرہ کرنے کی غرض سے مولانا محدق قاسم صاحب رامپور تشریف لے گئے تھے۔ سنا تھا کہ وہ کچھ اکابر کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ مثلاً شاہ عبد العزیز صاحب۔ مولانا کو ناگوار ہوا۔ گو نہایت متواضع تھے، لیکن اکابر کے متعلق ایسے مضامین سن کر فرمایا کہ مجھے چاہیے گا لیاں دے لیں۔ لیکن جن کی جوتیاں سیدھی کر کے کچھ بڑھا بڑھایا ہے ان کی بابت تو سنا نہیں جاتا۔ (سب تمہاری زیارت کو آتے ہیں تم مجھے اپنی زیارت کرا جاؤ۔ یہ ایک بوڑھے شخص نے رامپور سے کہلویا تھا، اس غرض سے بھی رامپور تشریف لے گئے) غرض جب مولانا پہنچے تو وہ مولوی صاحب خود تو سامنے نہیں آئے لیکن اپنے آدمیوں کو بھیجنا شروع کیا۔ مولانا جتنے بڑے دلیر گو تواضع کی شان بھی نہایت بڑھی ہوئی تھی مگر موقع پر بالکل بیباک ہو جاتے تھے۔ فرمایا کہ اپنے استاد کو لاؤ، چوڑیاں کیوں پہن لیں، پردہ سے باہر کیوں نہیں نکلتے مگر خود نہیں آئے۔ مولانا نے دعویٰ میں بھی کہا کہ خود پردہ میں بیٹھ کر اوروں کو بھیجتے ہیں۔ یہ کیا زمانہ پن ہے۔ ہمت ہے تو سامنے آئیں لیکن اس پر بھی ان کی ہمت نہیں ہوئی۔ مولانا کی ذکاوت سے سب ڈرتے تھے۔ مولوی اسحاق صاحب کے ایک استاد عامل بالحدیث کہتے تھے کہ میں مولانا کی مجلس میں پہنچا۔ مولانا قرابت فاتحہ خلف الامام کو عقلی دلائل سے ثابت کر رہے تھے کہ مجھے کسی جگہ حدیث نہ ہو۔ لیکن چپ ہو گیا کہ ان سے گفتگو کرنا بھڑا اپنے پیچھے لگا لینا ہے۔ ان سے عہدہ برا ہونا مشعل ہے۔ مولانا بے حد ذکی تھے۔ ایک مولوی صاحب غیر مقلد بہت تیز ہیں میں بھی ان سے ملا ہوں ان کے چہرہ ابد لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بے حد ذکی ہیں۔ انہوں نے مولانا سے کہا کہ مجھے امام صاحب کے بعض اقوال میں چیز شبہ ہیں۔ مولانا نے فرمایا متاخرین کی تغلیات کو تو میں نہیں کہتا لیکن خاص امام صاحب کے جتنے اقوال ہیں میں دعویٰ کرتا ہوں کہ خود امام صاحب کے جس مسئلہ کو چاہیے پوچھ لیجئے حدیث سے ثابت کر دوں گا۔ حالانکہ مولانا کی کتابوں پر کچھ زیادہ نظر نہ تھی۔ ہے واقعی بہت بڑا دعویٰ۔ فرمایا کہ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ خاص امام صاحب کا ایک قول بھی حدیث

کے خلاف نہیں وہ مولوی صاحب جہد مسائل پوچھ کر چپ ہو گئے جانتے تھے کہ کیسے شخص ہیں۔ رامپور کے وعظ میں مولاناؒ نے دعویٰ کیا تھا کہ لوگوں نے معقول معقول پکار رکھا ہے پھر اہل علم تو قرآن و حدیث میں ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ جتنے مسائل فلسفی ہیں۔ نفعاً یا اثباتاً سب قرآن میں موجود ہیں ایک صاحب نے اٹھ کر کہا جزا یجتزئی کے مسئلہ میں متکلمین اور علماء کا کیا اختلاف ہے مولاناؒ نے فوراً فرمایا متکلمین کی رائے صحیح ہے۔ قرآن سے ثابت ہے۔ پھر سورہ واقعہ کے شروع کی آیتیں پڑھ کر کچھ مقدمات ملا کہ فَكَانَتْ هَبَاءً مُنثَوِّرًا۔ سے ثابت کر دیا کہ یہ تجزیہ عدم تجزیہ تک واقع ہوگا۔ سب خاموش بیٹھے رہے، کوئی کچھ نہ بول سکا۔ (حسن العزیز ص ۳۱)

۵۴۔ فرمایا: نواب کلب علی خان کا زمانہ تھا، نواب صاحب نے بڑا بھیجا کہ آپ کو تکلیف تو ہوگی لیکن مجھے زیارت کا بے حد اشتیاق ہے۔ مولاناؒ نے اول تہذیب کا جواب کہلا بھیجا کہ میں ایک کاشتکار کا بیٹا ہوں۔ آداب دربار سے ناواقف ہوں۔ کوئی بات آداب و دربار کے خلاف ہوگی تو یہ نازیبا سا ہے۔ نواب صاحب نے کہلا بھیجا کہ حضرت آپ کیلئے سب آداب معاف ہیں۔ پھر مولاناؒ نے کہلا بھیجا کہ وہ جواب تو تہذیب کا تھا۔ اب منابط کا جواب دینا پڑا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ملاقات کا اشتیاق ہے۔ سبحان اللہ اشتیاق تو ہوا آپ کو اور حاضر ہوں میں یہ عجیب بے جوڑ بات ہے۔ پھر نواب صاحب کی ہمت نہ بلانے کی ہوئی نہ خود حاضر ہونے کی۔ واقعی مولاناؒ بڑے تارک تھے۔ امراء کے معاملہ میں تو بڑے غیر رحمہ میرے سامنے جامع مسجد دیوبند میں ایک تحصیلدار پیچھے بیٹھے تھے۔ ان کا خادم آیا کہ تحصیلدار صاحب کو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ اس زمانہ میں قانون بہ متعلق نکاح خوانی آیا تھا۔ آپ کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ ذرا تکلیف فرمائیے۔ مولاناؒ نے جھڑک دیا کہ جاؤ۔ (حسن العزیز ص ۳۱)

۵۴۔ فرمایا: کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں فقیہ کو دیکھوں تو وہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو دیکھے تو اسکی قسم پوری ہو جائے گی۔ (جالس حضرت حکیم الاستاذ ۵۵۔ فرمایا: شاہجہان پور کے ایک بزرگ نے حضرت مولانا نانوتویؒ سے فرمایا تھا کہ جب میں لوگوں کے پیٹ میں سوراخ کتے بولتا دیکھتا ہوں تو پھر کیسے ہر ایک کی چیزے لوں۔ (العشر) بعض بزرگوں کو کشف ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ ہر ایک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔